www.KitaboSunnat.com

کتاب و حکمت — غازی عزیر

تقیید مطلق اور عمومِ قرآن کی تخصیص کا مسئلہ

تخصیص عام اور تقیید مطلق کو عموماً "زیادت علی الکتاب" بھی کہا جاتا ہے۔ چونکہ بقول حافظ ابن حجر عسقلانیؒ و حافظ ابن قیمؒ وغیرہ —— "متقدمین کی اکثریت تخصیص پر نسخ کا اطلاق کیا کرتی تھی" (۱) —— لہٰذا بعض علماء کو تخصیص عام اور تقیید مطلق کے بارے میں بھی نسخ کا شبہ ہوا ہے، لیکن "تخصیص" اور "نسخ" دو مختلف نوعیت کی چیزیں ہیں۔

سنتِ متواترہ سے عموم قرآن کی تخصیص جائز ہونے کے بارے میں جمہور علماء کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے، لیکن اگر سنت کا تعلق اخبار آحاد سے ہو تو اس بارے میں علماء کے مابین اختلافِ رائے پایا جاتا ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

"عمومِ قرآن کی بعض خبر آحاد سے تخصیص کے بارے میں اختلاف ہے" (۲)

آں رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

"کوفیوں کے نزدیک سنت عموم قرآن کی تخصیص نہیں کرتی" (۳)

بعض فقہائے حنفیہ کی کتب میں تعارض کے وقت عام کو خاص پر مقدم کر دینا یا خبر واحد کے ذریعہ عموم قرآن کی تخصیص کا جائز نہ ہونا بصراحت مذکور ہے۔ (۴) اسی طرح بعض لوگوں نے تخصیص کا مطلقاً انکار بھی کیا ہے، لیکن ان کے مابین بھی تفصیل کا اختلاف ہے۔ فقہائے حنفیہ سے قاضی عیسیٰ بن ابان (ت ۲۲۱ھ) کا موقف یہ ہے کہ اگر قرآن کی تخصیص مقطوع بہ دلیل کے ساتھ ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ مشہور حنفی فقیہ عبید اللہ الحسین ابوالحسن کرخی (۳۴۰ھ) فرماتے ہیں:

"اگر تخصیص اپنے مخصّص کے ساتھ منفصل، یعنی دور دور ہو تو جائز ہے ورنہ متصل ہونے کی صورت میں جائز نہیں ہے"

جبکہ قاضی محمد بن طیب بن محمد بن جعفر ابوبکر اشعری (۴۰۳ھ) اس بارے میں توقف کو ترجیح دیتے ہیں۔

تخصیص ائمہ اربعہ کے نزدیک جائز ہے

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جمہور علماء عموم قرآن کی خبر آحاد سے تخصیص کے جواز کے قائل ہیں" [۵]

علامہ آمدیؒ نے بھی "الاحکام فی اصول الاحکام" [۶] میں ائمہ اربعہ سے اس کا جواز نقل کیا ہے — امام رازیؒ فرماتے ہیں:

"السؤال الثالث وهو المعتمد ان تقول الفقهاء اجمعوا على انه يجوز تخصيص عموم القرآن بخبر الواحد فهب ان عموم قوله تعالى: ﴿ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا ﴾ يوجب سكوت المأموم عند قراءة الامام الا ان قوله عليه الصلاة والسلام لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب، اخص من ذلك العموم و ثبت ان تخصيص عموم القران بخبر الواحد لازم فوجب المصير الى تخصيص هذه الاية بهذا الخبر وهذا السؤال حسن" [۷]

یعنی "تیسرا سوال یہ ہے اور یہی معتمد ہے کہ فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ خبر واحد سے قرآن کے عمومی حکم کی تخصیص جائز ہے۔ پس آیت: ﴿ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ ..... الخ ﴾ کا عموم، امام کی قراءت کے وقت مأموم (یعنی مقتدی) پر سکوت کو واجب قرار دیتا ہے، مگر رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی، تو یہ ارشادِ نبوی اس عام حکم سے زیادہ خاص ہے اور یہ چیز ثابت ہے کہ عموم قرآن کی خبر واحد سے تخصیص لازم ہے، پس اس آیت کی بھی اس خبر کے ساتھ تخصیص واجب ہے، اور یہ سوال بہتر ہے"

تفسیر نیشاپوری میں ہے:

"وقد سلم كثير من الفقهاء عموم اللفظ الا انهم جوّزوا التخصيص عموم القران بخبر الواحد و ذلك ههنا قوله ﷺ: لاصلوٰة الابفاتحة الكتاب" [۸]

"اکثر فقہاء نے عموم لفظ کو تسلیم کیا ہے تاہم انہوں نے خبر واحد سے قرآن کے عمومی حکم کی تخصیص کو جائز قرار دیا ہے اور یہ تخصیص یہاں نبی ﷺ کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ "سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں"۔

علامہ ابن الحاجب "مختصر الاصول" اور اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

"ان تخصيص عام القرآن بالمتواتر جائز اتفاقا واما بخبر الواحد فقال بجوازه الائمة الاربعة و قال ابن ابان من الحنفية انما يجوز اذا كان العام قد خص من قبل بدليل قطعى منفصلا كان او متصلا و قال الكرخى انما يجوز اذا كان العام قد خص من قبل بدليل منفصل قطعيا كان او ظنيا" [۹]

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب ابوالحسنات عبدالحئی لکھنوی صاحب فرماتے ہیں:

"واما بخبر واحد فقال بجوازه الائمة الاربعة" (۱۰)

یعنی خبر واحد سے عام کی تخصیص ائمہ اربعہ کے نزدیک جائز ہے"

اور علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں:

"الحاصل آیت: ﴿ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ ﴾، عند الحنفیه بلاشبہ عام مخصوص منہ البعض ہے پس حدیث متفق علیہ: "لاصلوٰة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب" سے اس آیت کی تخصیص کی جائے گی اور اس آیت کے حکم سے قراءتِ فاتحہ خلفِ امام خارج کی جائے گی اور اگر فرض کیا جائے کہ یہ آیت عندالحنفیہ عام مخصوص البعض نہیں ہے تو بھی اس کی تخصیص احادیثِ قراءتِ خلفِ امام سے کی جائے گی کیونکہ عام فقہاء اور ائمہ اربعہؒ کے نزدیک کتاب اللہ کی تخصیص خبرواحد سے جائز ہے" (۱۱)

برائے تخصیصِ عموم چند مفید باتیں

۱- "ظاہر عموم پر عمل لازم ہے حتیٰ کہ دلیل اس کی تخصیص پر دلالت کرتی ہو" (۱۲)

۲- ابن حاجب نے مخصّص پر بحث و نظر سے قبل عموم پر عمل کرنے کی ممانعت پر اجماع نقل کیا ہے لیکن اس پر یوں تعاقب کیا گیا ہے کہ "ابواسحاق اسفرائینی اور ابواسحاق شیرازی نے اس قول کے خلاف حکایت کی ہے- حنفیہ عموم کے لئے بہرحال وجوبِ انقیاد کے قائل ہیں- ابن شریح، ابن خیران اور قفّال کا قول ہے کہ اس پر بحث واجب ہے" (۱۳)

۳- "تخصیص احتمال سے ثابت نہیں ہوتی" (۱۴)

۴- "تخصیص نسخ کے دعویٰ سے اولیٰ ہے" (۱۵)

۵- "عموم پر بقا اصل ہے حتیٰ کہ خصوص ثابت ہو جائے" (۱۶)

۶- "اگر دلیل اجازت دیتی ہو تو تخصیصِ عموم غیرمستنکر ہے" (۱۷)

۷- "منطوق قرآن کے خصوص سے عموم مفہوم سنت کی تخصیص جائز ہے" (۱۸)

۸- "بعض کے نزدیک عموم متواتر کی عموم آحاد سے تخصیص محل نظر ہے" (۱۹)

۹- "بعض کے نزدیک عموم کی قیاس سے تخصیص اصول میں جائز عمل ہے" (۲۰)، چنانچہ بعض حنفیہ نکاح میں ولی کی شرط کے اصلا قائل نہیں ہیں اور عورت کی ولی کے بغیر شادی جائز سمجھتے ہیں، اور اسے بیع پر قیاس کرکے احتجاج کرتے ہیں- اشتراطِ ولی کے بارے میں جو احادیث وارد ہیں: مثلاً "لا نکاح الا بولی" (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، احمد) یعنی "جس نکاح میں ولی نہ ہو وہ نکاح ہی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے" اور "ایما امرأة نکحت نفسها بغیر اذن ولیها فنکاحها باطل فنکاحها باطل فنکاحها باطل..... الخ" (ابوداود، احمد والدارمی) یعنی "جو عورت بغیر ولی کے اپنا نکاح خود کرے تو اس کا نکاح باطل ہے، باطل ہے، باطل ہے" ـــــ وغیرہ، تو یہ حضرات انہیں چھوٹی بچی کے نکاح پر محمول کرتے ہیں۔ اس طرح یہاں قیاس سے عموم حدیث کی تخصیص ہوئی جو کہ عندالحنفیہ اصول میں درست ہے۔

۱۰۔ "عموم کے قرائن کے ساتھ تخصیص جائز ہے" [۲۱]

۱۱۔ "منصوص کا حکم خاص، ظاہر و عام سے ارجح ہے" [۲۲]

۱۲۔ "عام پر عطف خاص، اہتمام بالخاص کا فائدہ دیتا ہے" [۲۳]

۱۳۔ "خصائص قیاس سے ثابت نہیں ہوتے"، [۲۴] چنانچہ امام رازی اپنی "تفسیر الکبیر" میں آیت: ﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴾ کے تحت فرماتے ہیں:

"ظاہر آیت اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نص کی قیاس کے ساتھ تخصیص جائز نہیں ہے کیونکہ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نبی ﷺ کے قول اور حکم کی علی الاطلاق متابعت واجب ہے اور اس سے کسی دوسری طرف عدول جائز نہیں ہے..... اور یہ آیت عموم قرآن اور خبر کی قیاس پر تقدیم کو واجب قرار دیتی ہے.... الخ" [۲۵]

۱۴۔ "گو علمائے حنفیہ بالعموم خبر واحد سے عام کی تخصیص کو جائز نہیں سمجھتے مگر یہ بات تو ان کے نزدیک بھی مسلم ہے کہ جب عام کی تخصیص ثابت ہو جائے تو عام قطعی نہیں رہتا" [۲۶]

۱۵۔ "علمائے حنفیہ کے برخلاف نص قرآن یا سنتِ قطعیہ پر زیادت ہونا خبر صحیح کے لئے مُضر نہیں ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر خبر زیادت کے ساتھ وارد ہو تو اس سے نسخ لازم آتا ہے لہٰذا غیر مقبول ہے ـــــ لیکن اس کا قبول کرنا حق ہے کیونکہ زیادت مزید (علم) کے لئے غیر منافی ہے، چنانچہ مقبول ہے۔ اسی طرح بعض حنفیہ کے برخلاف اگر کوئی خبر کتاب یا سنت کے عموم کی تخصیص میں وارد ہو تو وہ بھی مقبول ہے اور اسی طرح اگر کوئی خبر کتاب یا سنتِ متواترہ کے مطلق علم کی تقیید میں وارد ہو تو وہ بھی مقبول ہے" [۲۷]

بصورتِ "زیادت علی الکتاب" خبرِ واحد کو رد کرنے کے بطلان پر محققین کے دلائل

حافظ ابن قیمؒ نے بصورتِ "زیادت علی القرآن" خبر واحد کو رد کرنے والوں کی زبردست تردید فرمائی ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اور علامہ محمد جمال الدین قاسمیؒ وغیرھما نے ان تمام دلائل کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اپنی کتب میں پوری تفصیل کے ساتھ درج کیا ہے، جس کا خلاصہ ھدیہ قارئین ہے:

"قرآن کے ساتھ سنت تین طرح کی ہوسکتی ہے:ایک وہ جو ہر اعتبار سے قرآن کے موافق ہو، دوسری وہ جو کہ قرآن کی مراد کی تبیین کرتی ہو، اور تیسری وہ جو ان احکام پر دلالت کرتی ہو جن پر قرآن کریم ساکت ہے اور یہ تیسری قسم نبی ﷺ کی طرف سے احکام پر مشتمل ہیں، لہذا ان کی اطاعت بھی واجب ہے۔ اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کی اطاعت صرف انہی معاملات میں کرے جو قرآن کے موافق ہوں تو آپ ﷺ کی خاص اطاعت کا کوئی مطلب ہی باقی نہ رہا، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: ﴿ مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ﴾ یعنی "جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی" جو شخص یہ کہتا ہے کہ وہ قرآن سے زائد صرف انہی احکام کو قبول کرے گا جو متواتر یا مشہور ہوں تو وہ اس حکم الٰہی کی خلاف ورزی کرتا ہے، حالانکہ وہی لوگ کسی عورت کے ساتھ اس کی پھوپھی اور خالہ کو جمع کرنے کی حرمت، رضاعی نسبت سے حرام رشتوں کی تحریم، خیارِ شرط، شُفعہ، حضر میں رھن، وادی کی میراث، تخییر الاَمَة، حائضہ کے لئے صوم و صلاۃ کی ممانعت، رمضان میں روزہ دار کے جماع کرلینے پر کفارہ کے وجوب، وفات پر معتدہ کا وجوبِ احداد، کھجور کی نبیذ سے وضو کا جواز، ایجاب الوتر، کم از کم دس درہم مقدار مہر کی تعیین، پوتی کا بیٹی کے ساتھ وراثت میں چھٹا حصہ، مجوسی سے جزیہ لینا، دوسری بار چور کا پیر کاٹنا، استبراء المبیتة بحیضة وغیرہ کے قائل ہیں، حالانکہ یہ تمام احادیثِ آحاد ہی تو ہیں بلکہ ان میں سے بعض ثابت اور بعض غیر ثابت بھی ہیں..... الخ" [۲۸]

علمائے حنفیہ کے نزدیک تخصیص معتبر ہونے کی چند مثالیں

اس بارے میں متعدد مثالیں حافظ ابن قیمؒ کے مندرجہ بالا اقتباس میں گزر چکی ہیں، مزید چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ مشہور حنفی عالم ملّاجیون، قرآن کریم کی آیت ﴿ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا ﴾ [۲۹] کو عند الحنفیہ عام مخصوص منہ البعض بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

"لایقال ان قوله تعالى ﴿ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ ﴾ لما كان عاما بين الصلوٰة و خارجها فاختصاصه فى حق الصلوٰة والمؤتم تخصيص للعام فيكون مخصوص البعض وهو ظنى فكيف يتمسك به لانه لما كان ظنيا خرج عن الفرضية بمعنى انه لايكفر جاحده فبقى الوجوب وهو كالفرض فى حق العمل" [۳۰]

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یہ نہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان "جب قرآن پڑھا جائے ...." جب نماز اور بیرون نماز دونوں حالتوں کے لئے عام ہے، تو پھر اس کو نماز اور مقتدی کے حق میں خاص کرنا، عام حکم کو خاص کرنا ہے، اس طرح عام سے بعض چیزیں مخصوص ہو جاتی ہے اور یہ ظنی ہے۔ پھر اس سے استدلال کیوں کر کیا جا سکتا ہے؟ اس لئے کہ جب وہ ظنی ہے تو فرضیت سے نکل گیا، بایں اعتبار کہ اس کے منکر کو کافر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ پس اب صرف وجوب باقی رہ گیا، اور یہ وجوب عمل کے حق میں فرض ہی کی طرح ہے"۔

تخصیص کا یہ دعویٰ "السراج المنیر" (۳۱) از علامہ شربینی خطیب، "خیر الکلام" (۳۲) للحافظ محمد گوندلوی اور "تحقیق الکلام" (۳۳) للمحدث السبارکفوری وغیرہ میں بھی مذکور ہے۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی اپنے ایک فتویٰ میں اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"وحال آیت کریمہ ﴿ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ الآية ...... ﴾ این است کہ ہر گام امام سورہ دیگر ضم کند مقتدی خاموش گردیدہ سماعت کند کہ برائے سورہ فاتحہ کہ ام الکتاب است مستثنیٰ است از مفہوم بعض احادیث صحیحہ و علماء محققین و محدثین و مفسرین دریں باب بسیار گفتگو کردہ اند......... الخ" (۳۴)

یعنی "آیت کریمہ: ﴿ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ ﴾ کا حال یہ ہے کہ جب امام کوئی دوسری سورت تلاوت کرے تو مقتدی خاموش رہیں اور اسے سنیں، لیکن سورہ فاتحہ کہ جو اُم الکتاب ہے بعض احادیث صحیحہ کے مفہوم کے مطابق اس عام حکم سے مستثنیٰ ہے۔ علمائے محققین اور مفسرین نے اس باب میں بہت تفصیل سے گفتگو کی ہے"

۲- حافظ ابن حجر عسقلانیؒ چند اور مثالوں کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں:

"بعض لوگ اُن خبر واحد کو رد کرتے ہیں جن میں قرآن سے زائد احکام مذکور ہوتے ہیں، مگر ان پر تعاقب اس طرح کیا گیا ہے خود وہ لوگ وضو میں کہنیوں تک ہاتھ دھونا قبول کرتے ہیں، حالانکہ یہ بھی زائد حکم ہے اور اس کے عموم کا حصول بھی نصابِ سرقہ کی طرح خبر واحد سے ہی ہے" (۳۵)

اخبار آحاد سے "زیادت علی الکتاب" کے متعلق امام شافعی اور امام محمد رحمہما اللہ کے مابین ہونے والا مناظرہ:

مشہور ہے کہ:

"ایک مرتبہ امام محمدؒ علمائے مدینہ پر طعن کر رہے تھے کہ مدینہ والے جس مقدمہ میں دو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گواہ نہیں ہوتے اس میں ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ کرتے ہیں- امام شافعیؒ نے امام محمدؒ کے اس طعن سے پہلے تو بیزاری اس طرح ظاہر کی کہ تم اس شہر کو برا کہتے ہو یا اس شہر کے رہنے والوں کو؟ اگر شہر کو برا کہتے ہو تو یہ شہر مہبطِ وحی و جبریل علیہ السلام ہے، اور اگر اس شہر والوں کو برا کہتے ہو تو یہاں کے شہری مہاجرین و انصار ہیں- امام محمدؒ کو امام شافعیؒ کے اس جواب سے عبرت ہوئی تو امام شافعیؒ نے ان کے طعن کا سبب دریافت کیا-امام محمدؒ نے فرمایا: علمائے مدینہ ایک گواہ اور قسم کی بناء پر خبر آحاد سے فیصلہ جائز رکھتے ہیں، حالانکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے دو گواہوں کی شہادت کا حکم بیان فرمایا ہے- امام شافعیؒ نے پوچھا: کیا آپ کے نزدیک خبر واحد سے قرآن پر زیادتی نہیں ہوسکتی؟ امام محمدؒ نے جواب دیا: ہاں یہ زیادتی نہیں ہوسکتی- امام شافعیؒ گویا ہوئے کہ ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ کرنے سے آپ منع کرتے ہیں اور اُسے زیادت علی الکتاب کہتے ہیں تو قرآن مجید میں وارثوں کے حق میں وصیت کا حکم ہے، آپ خبر واحد (حدیث: لا وصیة لوارث) کی بنا پر وارث کے لئے وصیت کو کیوں ناجائز قرار دیتے ہیں؟ یا اثاث البیت کے مقدمہ میں اگر مرد اور عورت دونوں مدعی ہوں اور کوئی گواہ موجود نہ ہو تو آپ کیوں کر فیصلہ کرتے ہیں؟ امام محمدؒ نے جواب دیا کہ عورت کی مخصوص چیزیں عورت کو دلاتے ہیں اور مرد کی مخصوص چیزیں مرد کو، تو امام شافعیؒ نے کہا کہ اس بارے میں تو کوئی خبر واحد بھی موجود نہیں ہے، تو آپ نے قرآن پر زیادتی کیوں کی، یہ سن کر امام محمدؒ لاجواب ہوگئے " (۳٦)

پس اس بارے میں پسندیدہ مذہب وہی ہے جسے ائمہ اربعہ نے اختیار کیا ہے- امام شافعیؒ نے اپنی کتاب "الرسالہ" میں "انواعِ بیان" میں سے "سنت سے بیان القرآن" کے ضمن میں ایک مستقل باب اس عنوان کے ساتھ باندھا ہے: "باب ما نزل عاما دلت السنة خاصة علی انه یراد به الخاص" اور اس میں بتایا ہے کہ "انواعِ بیان" میں سنت سے بیان القرآن دراصل سنت سے عموم قرآن کی تخصیص ہے" (۳۷)

حافظ ابن حزمؒ نے بھی "الاحکام" میں اسی رائے کو درست قرار دیا ہے اور سنت سے تخصیص قرآن کے جواز پر متعدد مثالوں سے استدلال کیا ہے- (۳۸)

تخصیصِ عموم قرآن پر جمہور کی حجت

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے- آپ لوگوں سے خطاب فرمارہے تھے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ایحسب احدکم متکئا علی اریکته قد یظن ان اللہ لم یحرم شیئا الا ما فی هذا القرآن الاوانی واللہ قد اُمرت و نُهیت ووُعظت عن اشیاء انها لمثل القرآن اواکثر" (۳۹)

"کیا تمہارا ایک آدمی، تخت پر براجمان ہے، گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف وہی چیزیں حرام کی ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ خبردار (تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ) اللہ کی قسم! میں نے کئی چیزوں کا حکم دیا ہے، کئی چیزوں سے روکا ہے اور کئی چیزوں کے بارے میں نصیحت کی ہے، اور وہ بھی (مقدار وتعداد میں) قرآن کے برابر بلکہ اس سے بھی زیادہ ہیں"

ہم بخوبی یہ بھی جانتے ہیں کہ قرآن و سنت میں سے ہم پر دونوں چیزوں کی اطاعت کے وجوب میں کوئی فرق نہیں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے:

﴿ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴾ (۴۰)

"اور نہ وہ (محمد ﷺ) اپنی خواہشِ نفسانی سے باتیں بناتے ہیں۔ان کا ارشاد تو نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے"

اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾ (۴۱)

"تم لوگوں کے لئے اللہ کے رسول ﷺ کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے"

اور ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ﴾ (۴۲)

"اور اگر یہ (قرآن) اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بکثرت اختلاف پاتے"

ان آیات میں اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو واضح طور پر اس بات کی اطلاع دی ہے کہ اس کے نبی کا کلام اس رب کی مراد کے عین موافق ہے، ان کے درمیان نہ کسی قسم کا تعارض ہے، نہ اختلاف، اور نہ ہی کوئی سنتِ رسول باعتبار اہمیت ووجوب، قرآن سے کسی طرح کم تر ہے —— اس سے ان لوگوں کا بطلان ظاہر ہے جو سنت سے قرآن کی تخصیص کے عدم جواز کے قائل ہیں۔

تخصیصِ عموم قرآن کی چند مثالیں

قرآن کریم میں ایسی بہت سی آیات ہیں جن کی سنتِ آحاد کے ذریعہ تخصیص پر علمائے امت کا اتفاق ہے، مثلاً:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- اللہ تعالیٰ نے نکاح میں محرمات کے ذکر کے بعد فرمایا: ﴿ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ ﴾ [۴۳] یعنی "اور تمہارے لئے ان عورتوں کے سوا باقی عورتیں حلال کی گئی ہیں" ـــــــ لیکن امام نوویؒ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث کہ "نهى النبي ﷺ أن تنكح المرأة على عمتها والمرأة على خالتها" [۴۴] یعنی "نبی ﷺ نے پھوپھی کے ساتھ، بھتیجی اور خالہ کے ساتھ بھانجی سے نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے" ـــــــ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"احتج الجمهور بهذه الاحاديث و خصوا بها عموم القرآن فى قوله تعالى ﴿ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ ﴾ و قد ذهب الجمهور الى جواز تخصيص عموم القرآن بخبر الاحاد.... الخ" [۴۵]

"جمہور نے ان احادیث سے دلیل پکڑی ہے اور ان سے قرآن کے اس عموم کی تخصیص کی ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے، واحلّ لکم ما وراء ذلکم (ان کے علاوہ سب عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں) اور جمہور کا یہی مسلک ہے کہ خبر آحاد سے قرآن کے عموم کی تخصیص جائز ہے"۔

بقول جناب خالد مسعود صاحب، جناب حمید الدین فراہیؒ صاحب نے اپنی مستقل کتاب "احکام الاصول" میں یہ دکھایا ہے کہ "خالہ اور پھوپھی کے محرمات میں ہونے کی احادیث قرآنی نصوص سے کس طرح مستنبط ہیں" [۴۶]

۲- آیتِ قرآن: ﴿ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ﴾ [۴۷] یعنی "اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں" ـــــــ کو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد "لايرث القاتل شيئا" [۴۸] یعنی "قاتل کا وراثت میں کوئی حصہ نہیں ہے"

(ملاحظہ: اگرچہ ترمذی کی سند میں راوی اسحاق بن ابی فروہ متروک ہے لیکن بیہقیؒ نے حضرت عمر اور ابن عباس وغیرہما سے ایسے آثار نقل کئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قاتل کے لئے وراثت میں کوئی حصہ نہیں ہے)

اور ایک دوسری حدیث:

"لايرث المسلم الكافر ولا الكافر المسلم" [۴۹]
یعنی "مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا"

نیز ارشاد نبوی: لانُوْرَثُ ماترکناہ صدقة [۵۰] ـــــــ کے ساتھ متفقہ طور پر مخصص قرار دیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳- اس کی تیسری مثال قرآن کریم کی آیت: ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا﴾ ہے۔ یعنی "اور جو مرد چوری کرے اور جو عورت چوری کرے سو ان دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو" (۵۱) ــــ اگر رسول اللہ ﷺ کی سنت کلام اللہ کی شارح و مُبیّن نہ ہوتی تو اس آیت کے مطابق ہر چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹنا واجب ہوتا خواہ اس نے چھوٹی چوری کی ہو یا بڑی کیونکہ اس آیت میں اللہ عزوجل نے ہر سارق و سارقہ کا حکم مطلق و عام رکھا ہے، لیکن تمام اہل علم حضرات کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی سنت میں اس امر کی وضاحت فرما دی تھی، جو بلاشبہ تخصیص کے حکم میں ہی داخل ہے، کہ چور کا ہاتھ اس وقت تک نہیں کاٹا جائے گا جب تک کہ وہ ایک مقررہ قیمت سے زیادہ کی چوری کا مرتکب نہ ہوا ہو۔

اگرچہ نصابِ سرقہ کی تعیین میں اختلاف ہے لیکن صحیح روایات کے بموجب نصاب چوتھائی دینار یا چوتھائی دینار کی قیمت کے مساوی ہے۔ (۵۲) چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر سارق نے چوتھائی دینار کے مساوی شئے چرائی ہو تو اس پر قطعِ ید ہے" (۵۳) ایک دوسری روایت میں ہے کہ نصابِ سرقہ پانچ درہم ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے ڈھال کی چوری پر قطع ید کی سزا دی تھی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ "میں نے پوچھا کہ ڈھال کی قیمت کیا ہوتی تھی؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پانچ درہم" (۵۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایسی ڈھال چرانے پر بھی ہاتھ کاٹنے کی سزا دی تھی جس کی قیمت تین درہم نہ تھی یا جسے میں تین درہم میں خریدنا پسند نہ کروں" (۵۵) (یہاں واضح رہے کہ اس دور میں ایک دینار کی قیمت ۱۲ درہموں کے مساوی ہوتی تھی، پس رُبع دینار تین درہم کے مساوی مالیت ہوئی) (۵۶)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ "ہاتھ پانچ درہم مالیت کا چیز چوری کرنے پر قطع کیا جائے گا، اس سے کم پر نہیں" (۵۷) چونکہ عہدِ رسالت کے بعد درہم کی قیمت گر گئی تھی لہٰذا ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ دس درہم یا ایک دینار کے سرقہ پر ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ (۵۸) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھی ایک چور لایا گیا جس نے کپڑا چرایا تھا۔ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کی قیمت کا اندازہ لگاؤ۔ انہوں نے اس کی قیمت کا اندازہ آٹھ درہم لگایا تو آپ نے چور کا ہاتھ نہیں کاٹا (۵۹) ابن ابی شیبہ کی ایک روایت میں ہے کہ اولاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تھا۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ "اس کی چوری دس درہم کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برابر نہیں ہے تو حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ اس کی قیمت لگائی جائے، چنانچہ اسکی قیمت آٹھ درہم لگائی گئی تو آپ نے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا"

نصابِ سرقہ کی تعیین و تفصیلات کے لئے حاشیہ [۶۰] کے تحت بیان کی گئی کتب کی طرف مراجعت مفید ہوگی۔

۴۔ اس کی چوتھی مثال یہ حکم الٰہی ہے: ﴿وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ﴾ [۶۱] یعنی "(تم پر حرام کی گئی ہیں) تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہے اور تمہاری رضاعی بہنیں" —— اس آیت میں اللہ عزوجل نے رضاعی ماں اور رضاعی بہن کے رشتوں کو حرام قرار دیا ہے لیکن رضاعت کی مقدار بیان نہیں کی ہے، لہٰذا اگر ظواہر کتاب اور اس کے عموم کو لیا جائے تو قلیل رضاعت بھی اسی طرح مُوجبِ حرمت قرار پائے گی جس طرح کہ کثیر رضاعت، مگر علماء میں سے ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ "لاتحرم المصّة ولا المصّتان" [۶۲] "ایک مرتبہ یا دو مرتبہ چوسنا حرام نہیں کرتا"۔ تو یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی ﷺ نے تحریم بالرضاعہ کی تخصیص "مصة" یا "مصتان" (ایک یا دو مرتبہ چوسنا) سے زیادہ دودھ پینے کے ساتھ فرمائی ہے۔

۵۔ اس کی پانچویں مثال یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾ [۶۳] ظاہر ہے کہ یہ حکم تمام اجزائے میتہ کو شامل ہے لیکن اس آیت کی تخصیص رسول اللہ ﷺ کے اس قول مبارک سے ہوتی ہے: "هلا استمتعتم بإهابها؟ (تم نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا؟) لوگوں نے کہا: انها ميتة (یہ تو مردار ہے)، تو آپ نے فرمایا: انما حُرّم اكلها" [۶۴] (اس کا کھانا حرام ہے)

حواشی

۱۔ فتح الباری لابن حجر ج۸ ص۲۰۷، ۲۹۶، اعلام الموقعین لابن قیم ج۱ ص۳۹ —— ۲۔ فتح الباری ج۸ ص۱۹۱ —— ۳۔ نفس مصدر ج۱۲ ص۲۰۰ —— ۴۔ شرح المنار ص۲۸۹، ۲۹۴، ارشاد الفحول ص۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۳، ۱۴۴ —— ۵۔ فتح الباری ج۵ ص۲۸۱، ج۲ ص۱۶۲ —— ۶۔ الاحکام للآمدی ج۲، ص۲۲ —— ۷۔ تفسیر الکبیر للرازی ج۴، ص۵۰۱ —— ۸۔ تحقیق الکلام للمبارکفوری ج۲ ص۵۹ بحوالہ تفسیر نیشاپوری —— ۹۔ کما فی غیث الغمام للکنوی ص۲۰۵ —— ۱۰۔ غیث الغمام للکنوی ص۲۷۷ ۱۱۔ تحقیق الکلام للمبارکفوری ج۲ ص۵۸-۵۹ —— ۱۲۔ کما فی فتح الباری ج۶ ص۶۵، ۱۴۸، ج۱۲ ص۲۶۱، معالم السنن ج۱ ص۳۸۹ —— ۱۳۔ کما فی فتح الباری ج۱۲ ص۱۸ —— ۱۴۔ نفس مصدر ج۲ ص۱۷۵، ج۵ ص۱۹۱، ۱۹۲ —— ۱۵۔ نفس مصدر ج۲ ص۵۶،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۹ ـــــ ۱۶- نفس مصدر ج۱، ص۵۶، ۸۹ ج ۵ ص۳۴۶ ـــــ ۱۷- نفس مصدر ج ۵ ص ۷ ـــــ ۱۸- نفس مصدر ج۱ ص۵۰ ـــــ ۱۹- نفس مصدر ج۴ ص ۳۴۳ ـــــ ۲۰- نفس مصدر ج۹ ص۱۸۷ ـــــ ۲۱- نفس مصدر ج۹ ص۲۱۱ ـــــ ۲۲- نفس مصدر ج۶ ص۶۵ ـــــ ۲۳- نفس مصدر ج۲ ص۴۱۶ ـــــ ۲۴- نفس مصدر ج ۳ ص۳۹۹ ـــــ ۲۵- کما فی مقدمہ تحفہ الاحوذی للمبارکفوری ص ۲۴ ـــــ ۲۶- غیث الغمام لابو الحسنات عبد الحیٔ اللکنوی ص۲۷۷، ۲۷۸ ـــــ ۲۷- حصول المامول من علم الاصول للنواب صدیق حسن خان ص۵۹ ـــــ ۲۸- فتح الباری لابن حجر ج۱۳ ص۲۳۸، ۲۳۹ (ملخصا) وقواعد التحدیث للقاسمی ۱۴۹، ۱۵۰ ـــــ ۲۹- الاعراف ۲۰۴ ـــــ ۳۰- تفسیر احمد للملا جیون ـــــ ۳۱- تحقیق الکلام للمبارکفوری ج ۲ ص۵۷، ۵۸ ـــــ السراج المنیر ج۱ ص۵۵۱ ـــــ ۳۲- خیر الکلام للحافظ گوندلوی ص ۴۰۴، ۴۰۶ ـــــ ۳۳- تحقیق الکلام للمبارکفوری ج۲ ص۵۹ ـــــ ۳۴- کما فی توضیح الکلام ج۲ ص۱۱۹ ـــــ ۳۵- فتح الباری ج۱۳ ص۲۳۵ ـــــ ۳۶- تاریخ ابن خلکان ج۱ ص۴۳۹، الطبقات الکبریٰ للسبکی ج۱ ص۲۵۳، مناقب الامام الشافعی للبیہقی، الانصاف مع الکشاف لشاہ ولی اللہ ص۲۸، حجۃ اللہ البالغہ لشاہ ولی اللہ ج۱ ص۱۳۶ ـــــ ۳۷- الرسالہ للامام الشافعی ص۶۴-۳۷ ـــــ ۳۸- الاحکام لابن حزم ص۱۸۹ ـــــ ۳۹- سنن ابی داؤد مع عون المعبود ج ۳ ص۱۳۵، الاحکام لابن حزم ص۱۸۹ ـــــ ۴۰- النجم ۳، ۴ ـــــ ۴۱- الاحزاب ۲۱ ـــــ ۴۲- النساء ۸۲ ـــــ ۴۳- النساء ۲۴ ـــــ ۴۴- صحیح البخاری مع فتح الباری ج۹ ص۱۶۰، صحیح المسلم کتاب النکاح ۱۴۰۸، مؤطا ج۲ ص۵۳۲، سنن ابی داؤد مع عون المعبود ج ۲ ص ۱۸۳، جامع ترمذی مع تحفہ الاحوذی ج ۲ ص۱۸۹-۱۹۰، سنن النسائی کتاب النکاح ۶ ص۹۹-۹۸ ـــــ ۴۵- فتح الباری ج۹ ص ۱۶۲ ـــــ ۴۶- رسالہ "تدبر" لاہور عدد ۳۷ ص۳۶ مجریہ ماہ نومبر ۱۹۹۱ء ـــــ ۴۷- النساء ۱۱ ـــــ ۴۸- جامع الترمذی مع تحفہ الاحوذی ج ۳ ص ۱۸۴، سنن ابن ماجہ ۲۶۴۵، ۲۷۳۵ ـــــ ۴۹- صحیح البخاری مع فتح الباری ج۱۲ ص۵۰، صحیح المسلم کتاب الفرائض ۱۶۱۴، سنن ابی داؤد مع عون المعبود ج ۳ ص ۸۴، جامع ترمذی مع تحفہ الاحوذی ج ۳ ص ۱۸۲، الکفایہ فی علم الروایہ للخطیب ص ۱۳، مؤطا کتاب الفرائض ج ۲ ص۵۱۹ ـــــ ۵۰- صحیح البخاری مع فتح الباری ج ۱۲ ص ۶، صحیح المسلم کتاب الجہاد ۱۷۶۰، ۱۷۶۱ ـــــ ۵۱- المائدہ ۳۸ ـــــ ۵۲- صحیح البخاری مع الفتح ج۱۲ ص۹۶، سنن ابی داؤد مع العون ج۳ ص ۸۴، جامع الترمذی مع التحفہ ج۲ ص۳۳۰ ـــــ ۵۳- مصنف عبد الرزاق ج۱ ص۲۲۳، ۲۳۵، تفسیر القرطبی ج۶ ص۱۶۰، المغنی لابن قدامہ ج۸ ص ۲۴۲ ـــــ ۵۴- سنن الکبریٰ للبیہقی ج۸ ص۲۶۰، المغنی لابن قدامہ ج۸ ص ۲۴۲ ـــــ ۵۵- مصنف عبد الرزاق ج۱۰ ص۲۳۶، مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ ص ۱۲۴، سنن الکبریٰ للبیہقی ج۸، ص۲۵۹، کنز العمال للمتقی الہندی ج۸،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ص ۵۶۵۳- تحفہ الاحوذی للمبارکفوری ج۲ ص۳۳۱ ـــــ ۵۷- مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ ص ۱۲۴، تفسیر القرطبی ج۶ ص ۱۶۱، المغنی لابن قدامہ ج۸ ص ۲۴۲، کنز العمال للمتقی ج۸ ص ۱۳۹ ـــــ ۵۸- مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ ص ۱۲۴، سنن الکبریٰ للبیہقی ج۸ ص ۳۶۰، کتاب الخراج لابی یوسف ص ۲۰۱، تفسیر ابن کثیر ج۲ ص ۵۶، اختلاف ابی حنیفہ وابی لیلی ص ۱۵۵ ـــــ ۵۹- مصنف عبد الرزاق ج۱۰ ص ۲۴۳، سنن الکبریٰ للبیہقی ج۸ ص ۲۶۰ ـــــ ۶۰- فتح الباری لابن حجر ج۱۲ ص ۹۶، تحفہ الاحوذی للمبارکفوری ج۲ ص ۳۳۰، تفسیر ابن کثیر ج۲ ص ۵۵، معالم السنن للخطابی ج۳ ص ۳۰۳، بدایہ المجتہد ونہایہ المقتصد لابن رشد ج۲ ص ۳۷۳، شرح عمدہ الرعایہ للکنوی ج۴ ص ۱۲۷-۱۲۹، التعلیقات السلفیہ للفوجیانی علی سنن النسائی ج۲ ص ۲۵۳-۲۵۴ ـــــ ۶۱- النساء ۲۳ ـــــ ۶۲- صحیح المسلم کتاب الرضاع ابواب نمبر ۱۷، ۲۰، ۲۳، سنن ابی داؤد مع عون المعبود ج۲ ص ۱۸۲، جامع الترمذی مع تحفہ الاحوذی ج۲ ص ۱۹۸، سنن النسائی کتاب النکاح باب نمبر ۵۱، سنن ابن ماجہ کتاب النکاح باب نمبر ۳۵ ـــــ ۶۳- المائدہ ۳ ـــــ ۶۴- فتح الباری لابن حجر ج۹ ص ۶۵۸

فرقہ واریت اور سیاسی تعصبات سے بالاتر قرآنی تعلیمات پر مبنی

تعلیمیافتہ افراد کو عام فہم انداز پر ضروری دینی احکام سکھانے کا انقلابی پروگرام

بالکل مفت

مرد حضرات اور طلبہ کیلئے

تعلیم دین کورس

ایک سال میں

مدینہ یونیورسٹی کے فاضل اور تجربہ کار اساتذہ تعلیم دیں گے

☆ قرآن کا مکمل ترجمہ و تفسیر
☆ آسان عربی گرامر + نبویؐ دعائیں
☆ حدیث نبویؐ اللؤلؤ والمرجان
☆ ائیرکنڈیشنڈ اور جدید سہولیات سے مزین
☆ کمپیوٹر ٹریننگ بالکل مفت
☆ روزانہ شام 5:30تا8:15 تک کلاسز

کلاسیں 20 ستمبر سے شروع | بنیادی اہلیت میٹرک | محدود نشستیں

اسلامک انسٹیٹیوٹ J-99 ماڈل ٹاؤن لاہور فون 5866476 5866396

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ